



بینک دولت پاکستان

زری پالیسی بیان

24 مئی 2010ء

ملکی معیشت بحال ہو رہی ہے تاہم بحالی کے اس عمل کو جاری رکھنے کے لیے درکار بنیادی ڈھانچہ اور مطلوبہ اقتصادی استحکام موجود نہیں ہے۔ استحکام لانے کے لیے گذشتہ ڈیڑھ سال کے دوران جو کوششیں کی گئیں ان کا نتیجہ بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں کمی، زر کی حد سے زیادہ نمو کی روک تھام، اور گرانی میں کمی کی صورت میں نکلا ہے۔ تاہم معاشی سرگرمیوں کو بری طرح متاثر کرنے والا بجلی کا بدتر ہونا بحران، اور مالیاتی کمزوریاں پانچ ماہ بحالی اور جامع اقتصادی استحکام میں مسلسل رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ گرانی بتدریج بڑھنا شروع ہو گئی ہے۔ اس صورتحال میں زری پالیسی، جو کہ استحکام لانے کا ایک اہم راستہ ہے، اپنے حتمی ہدف زری اور مالی استحکام پر مرکوز ہے۔

م 10ء کا بیرونی جاری حسابات کا خسارہ جی ڈی پی کے 2.5 فیصد کے لگ بھگ ہوگا، کیونکہ گذشتہ دو ماہ کے دوران برآمدات میں 1.8 ارب ڈالر سے زائد ماہانہ اضافے، کارکنوں کی مستحکم تر سیلے اور مئی 2010ء میں کولیشن سپورٹ فنڈ سے 656 ملین ڈالر کا ملانا اس سلسلے میں حوصلہ افزا پیش رفت ہے۔ تاہم فلکر کی بات بیرونی رقوم کی سرکاری طور پر آمد کا غیر یقینی ہونا اور براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں کمی ہے۔ چنانچہ رواں مالی سال جولائی تا اپریل کے دوران بیرونی جاری حسابات کے خسارے میں نمایاں کمی کے باوجود، جو 3.1 ارب ڈالر رہ گیا ہے، اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر بڑی حد تک جوں کے توں یعنی رواں مالی سال کے دوران اوسطاً تقریباً 11.5 ارب ڈالر رہے۔ اب جبکہ س 11ء کے لیے برآمد اور درآمد کا جی ڈی پی میں متوقع تناسب 10.5 اور 17 فیصد ہے، زرمبادلہ کے ذخائر کو بیرونی رقوم میں معقول اضافے کے بغیر اوسط عرصے میں مستحکم رکھنا دشوار ہوگا۔ اس کے علاوہ چونکہ مالی رقوم کی آمد کا جھکاؤ قرض گیری کی طرف ہے، اور اسی طرف رہنے کی توقع بھی ہے، بیرونی قرضے کے استحکام کے لیے ضروری ہوگا کہ جاری حسابات کا خسارہ قابل اصلاح اور مالی رقوم کی آمد قابل بھروسہ ہو۔

زرو سچ کے جزو خالص بیرونی اثاثوں میں بتدریج اضافہ ادائیگیوں کے توازن کی مستحکم صورتحال کا ایک مثبت پہلو ہے۔ م 09ء میں 150 ارب روپے کے انخلا کے بعد رواں مالی سال یکم جولائی تا 14 مئی 2010ء کے دوران خالص بیرونی اثاثوں میں 90 ارب روپے اضافہ ہوا۔ اس سے منڈی کی سیالیت کو سہارا ملا اگرچہ ان اثاثوں میں زیادہ تر اضافہ م 10ء کی پہلی سہ ماہی میں ہوا۔ ستمبر 2009ء کے بعد اسٹیٹ بینک کے بازار زر کے سودوں سے منڈی کی سیالیت کو درست طریقے سے سنبھالنے میں مدد ملی۔ زیادہ اہم بات یہ کہ زر کے اجزا کی خالص بیرونی اثاثوں کے حق میں اس 'اصلاح' نے ملکی معیشت میں روپے کی قوت خرید کو سہارا دیا۔ مثال کے طور پر خالص ملکی اثاثوں کے واجب الادا حجم کی خالص بیرونی اثاثوں سے نسبت نومبر 2008ء، جب گرانی 25 فیصد پر تھی، کی بلند سطح 14 سے گزر کر اختتام اپریل 2010ء تک 8.4 فیصد کے لگ بھگ آچکی ہے۔

میزانیہ اعانت کے لیے حکومتی قرض گیری کی وجہ سے خالص ملکی اثاثوں میں مسلسل اضافہ ہوا۔ درحقیقت مالی سال 10ء کی تیسری سہ ماہی میں اسٹیٹ بینک سے سہ ماہی قرض گیری کی مقرر حد سے حکومت نے تقریباً 30 ارب روپے زیادہ قرضہ لیا۔ مالی سال 10ء کی چوتھی سہ ماہی سے آغاز سے حکومتی قرض گیری 150 ارب روپے بڑھ گئی اور 14 مئی 2010ء تک مجموعی قرض گیری 1310 ارب روپے (نقد بنیاد پر) ہو گئی جبکہ آ خر جون تک 1130 ارب روپے کا ہدف تھا۔ اسی طرح مالی سال 10ء یکم جولائی تا 14 مئی کے دوران حکومت نے جدولی بینکوں سے نمایاں قرض گیری کی (امانتوں کا خالص) اور اس عرصے میں 206 ارب روپے قرضہ لیا گیا۔ میزانیہ اعانت کے لیے بینکوں سے مستقل قرض گیری، اور اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 10ء کی چوتھی سہ ماہی میں اجناس کی خریداری کے



بینک دولت پاکستان

لیے متوقع قرض گیری کے باعث نجی شعبے کے لیے قرضے کی گنجائش بہت کم رہ جائے گی جس سے منڈی کی شرح سود میں جمود پیدا ہو سکتا ہے، ملکی قرضے کی اضافی تخلیق کا خطرہ ہو سکتا ہے اور اگلی نسلوں کے لیے قرضوں کا بوجھ بڑھ سکتا ہے۔

میزانہ اعانت کے لیے بینکوں سے بھاری حکومتی قرض گیری کی ضرورت دراصل اس لیے پیدا ہوتی ہے کہ محاصل اور اخراجات میں عدم توازن ہے اور مالیاتی مقتدرہ کی بیرونی قرض گیری غیر یقینی صورتحال سے دوچار ہے۔ رواں مالی سال کے ابتدائی دس ماہ کے فیڈرل بیورو آف ریونیو (ایف بی آر) کے اعداد و شمار کے مطابق 1026 ارب روپے کے ٹیکس جمع کیے گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ 1380 ارب روپے کا سالانہ ہدف پورا کرنے کے لیے اگلے دو ماہ میں 354 ارب روپے مزید جمع کرنے ہوں گے۔ گذشتہ دس ماہ کی ماہوار اوسط 102 ارب روپے رہی ہے جسے دیکھتے ہوئے یہ ہدف خاصا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اگر ہدف حاصل ہو بھی جائے تو ایف بی آر کے ٹیکس اور جی ڈی پی کی باہمی نسبت 10 فیصد سے کم رہنے کا امکان ہے، جو کہ دنیا میں سب سے کم ترین سطحوں میں سے ہے۔ خدشہ ہے کہ حکومت مالیاتی خسارے کا نظر ثانی شدہ ہدف، جی ڈی پی کا 5.1 فیصد پورا نہیں کر پائے گی جس سے اقتصادی استحکام کے مقاصد پورے نہیں ہو سکیں گے۔ اس کے علاوہ مالیاتی حسابات میں مزید بگاڑ کے قرضوں کی پائیداری اور بیرونی حسابات پر اثرات پڑیں گے۔

وسط مدتی مالیاتی پائیداری کے لیے، جو کہ مجموعی معاشی استحکام کے لیے ضروری ہے، یہ انتہائی اہم ہے کہ ٹیکس اور جی ڈی پی کی باہمی نسبت بڑھانے اور حکومت کے جاری اخراجات میں کمی کے لیے مؤثر اقدامات کیے جائیں۔ مالیاتی ذمہ داری و تحدید قرضہ ایکٹ 2005ء کے تحت محاصل کا خسارہ یعنی مجموعی محاصل اور جاری اخراجات کا فرق، صفر تک لانا ہوگا۔ مالی سال 09ء میں یہ جی ڈی پی کا 1.5 فیصد تھا اور مالی سال 10ء کی متوقع جی ڈی پی کے 2 فیصد سے بڑھنے کا امکان ہے۔ ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی سے فوری ریلیف تو مل سکتا ہے لیکن اس سے انفراسٹرکچر جیسے بجلی کی پیداوار اور انسانی وسائل میں اشد ضروری سرمایہ کاری کے امکانات کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس کے نتیجے میں مستقبل میں معیشت کی پیداواری صلاحیت محدود ہوگی اور گرانی پر منفی اثرات پڑیں گے کیونکہ مجموعی طلب اور مجموعی رسد کے درمیان فرق بڑھ جائے گا۔

حالیہ مہینوں میں گرانی کے تمام اظہاریے چاہے وہ صارف اشاریہ قیمت، تھوک اشاریہ قیمت، حساس اظہاریہ قیمت، یا غیر غذائی غیر توانائی اور ترشیدہ اوسط سے ناپی جانے والی تیزی گرانی ہو، ان سب میں گرانی میں اضافے کی عکاسی ہوئی ہے۔ مثال کے طور پر اپریل میں صارف اشاریہ گرانی سال بسال 13.3 فیصد ریکارڈ کی گئی جبکہ ماہ بہ ماہ گرانی میں 1.7 فیصد نمو ہوئی۔ بجلی کے قیمتوں میں اضافے اور پٹرولیم مصنوعات کی ملکی قیمتوں میں اضافے اور مختلف غذائی اشیاء کی قیمتوں میں تغیر پذیری کی وجہ سے گرانی میں تیزی سے اضافہ ہوا اور یہ مسلسل بلند سطح پر ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیداوار کم ہونے سے بھی گرانی پر اثر پڑا ہے۔ اس صورتحال میں دو ہندسی گرانی کی توقعات بڑھ جائیں گی اور مستحکم معاشی نمو کے امکانات میں بہتری کے لیے اسے کم کرنے کی ضرورت ہے۔

مالی سال 10ء جولائی تا مارچ کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی میں مجموعی طور پر 4.4 فیصد حوصلہ افزا نمو ہوئی تاہم اس کے تسلسل کے لیے نجی شعبے کے قرضوں کی نمو اور بجلی کی دستیابی میں بہتری لانی ہوگی۔ اول الذکر کا حصول بینکوں سے مالیاتی اور سرکاری شعبے کی قرض گیری میں کمی لائے بغیر دشوار ہوگا اور موخر الذکر کے لیے انفراسٹرکچر میں سرمایہ کاری اور توانائی کے شعبے میں گردش قرضے کا مسئلہ حل کرنے کی ضرورت ہے۔

اس صورتحال میں جہاں گرانی بڑھی ہوئی ہے اور مالیاتی صورتحال موجودہ زری پالیسی کے مطابق نہیں ہے، اسٹیٹ بینک پیش رفت کا قریبی جائزہ لے گا تاکہ مجموعی قیمتوں کے استحکام کو یقینی بنایا جائے اور نجی معاشی سرگرمیوں میں ہونے والی بحالی میں مدد کی جائے۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک نے پالیسی ڈسکونٹ ریٹ 12.5 فیصد پر برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔